غیر اسلامی رسوم و تہوار کے معاشرے پر منفی اثرات

(Negative Impacts of the Unislamic Festivals and Customs/Traditions on the Society)

ناصر الدین - محمد انیس خان

Abstract

This paper attempts to analyze the negative impacts of un-Islamic festivals, customs and traditions which have crept into the Muslim society. Needless to say that the original pristine Islam that was visible during the time of the Holy Prophet and the rightly-guided Caliphs soon got corrupted and gave way to countless extraneous customs and traditions which could be placed under the rubric of popular religion. Apart from maintaining religious accretions, the Muslim society started observing such practices which were totally alien to Islamic culture such as basant, Saint Valentine Day, New Year Day, and a host of other observances. These customs and rituals are not only a total wastage of time and money but some are in fact very fatal such as basant and occasionally take precious lives. These rituals could not be totally eliminated from the Muslim Society; however, their negative impacts could be neutralized by making an appeal to Islamic consciousness and identity on the one hand and popularizing general education tinged with Islamic values on the other.

اسلامی تہذیب و ثقافت کے ابتدائی دور کے بارے میں اسلامی انسائیکلوپیڈیا میں لکھا گیا ہے کہ

تہذیب و تمدن، ثقافت کی دو بڑی شاخیں ہیں اسلامی ثقافت میں ان دو شاخوں نے اتنا بھرپور کردار ادا کیا ہے کہ آج تہذیب و ثقافت کو دو جدا جدا مفہوم میں دیکھنا مشکل ہو گیا ہے اگرچہ ابتدائی عہد کی اسلامی ثقافت یقیناً عرب ثقافت سے ایک حد تک جداگانہ تھی۔ اس امر کو یوں بھی بیان کیا جا سکتا ہے:

1: عرب لوگوں کی بت پرستی توحید میں بدلنا۔

2: السلام علیکم تہذیب کا ایک اہم جُزو بن گیا۔

3: اخوت و بھائی چارے کا قیام

4: عورت کو معاشرے میں مقام کا ملنا

5: معاشرے میں سادگی اور خلوص کا قیام

6: معاشرے میں پرہیزگاروں کا رتبہ
7: مظلوموں اور بیواؤں کی دادرسی
8: معاشرے سے جوا، قتل، شراب کا ختم ہونا
9: پاکیزگی، صفائی اور پانچ وقت کی نماز جزوزندگی بننا۔
10: علمی تحقیق
11: مدنی زندگی کا قیام اور بدوی زندگی کا اختتام
12: بہادری کو اسلام کی اشاعت کے لئے صرف کرنا
13: اللہ کی حاکمیت کا قیام
14: خلفاء کا عوام کے سامنے جوابدہی، علم وادب کا قیام، درس گاہوں کا اجراء، عوام کی خبر گیری اور انتظام سلطنت، شرم وحیاء اسلامی تہذیب کا اہم جزوبننا، عدل وانصاف کا قیام وغیرہ، ان تمام امور کی مثالیں تاریخ اسلام میں بکھری ہوئی ہیں۔ (1)

مروجہ رسومات اور تہواروں کی شرعی حیثیت

اسلام دین فطرت ہونے کے اعتبار سے نوع انسانی کے لیے مکمل ضابطہ حیات ہے اور زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے۔ انسانی زندگی میں تفریحات کا بھی ایک مقام ہے۔ ان سے آدمی مسرت اور خوشی محسوس کرتا ہے۔ لہٰذا اسلام نے مسلمانوں کی تفریح کے لیے عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ جیسے مواقع فراہم کیئے ہیں تاکہ وہ اپنی خوشی اور مسرت کا اظہار کر سکے جیسا کہ ایک روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عید کے دن خوشی کے اظہار کے بارے میں فرماتی ہیں:

عید کا دن تھا کہ انصار کی کچھ لڑکیاں میرے پاس بیٹھی دف بجا کر گا رہی تھیں وہ باقاعدہ مغنیات نہیں تھیں بس خوش الحانی سے" پڑھ رہی تھیں اور جنگ بعاث میں انصار کے کارنامے بیان کر رہی تھیں۔ اتنے میں ابوبکرؓ تشریف لائے اور کہا کہ رسولؐ کے گھر میں شیطان کی آواز؟ اس وقت نبی کریم ﷺ (جو) چادر اوڑھ کر لیٹے ہوئے تھے، (نے) فرمایا: ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے یہ ہماری عید کا دن ہے انہیں خوشی کا اظہار کرنے دو۔" (2)

اس سے آپؐ کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اسلام دین حنیف ہے جو اپنے ماننے والوں کو آسانی اور سہولت فراہم کرتا اور خوشی و تفریح کے لیے مواقع بھی دیتا ہے۔ جیسے کہ ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

''یہود کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہمارے دین میں وسعت ہے اور یہ کہ اللہ نے مجھے دین حنیف دے کر بھیجا ہے جس میں آسانی اور سہولت ہے'' (3)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام لوگوں کو تفریح اور جذبات کے اظہار کے مواقع فراہم کرتا ہے لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ تفریح ایسی ہو جو فضول، بےکار اور بے مقصد باتوں سے پاک ہو اور شرعی حدود کے اندر رہ کر منائی جائے جیسے ایک حدیث میں فضول باتوں کو ترک کرنے کا حکم دیا گیا ہے، ارشاد ہے:

"انسان کے اچھے اسلام کی علامت یہ ہے کہ وہ لایعنی امور (جن باتوں کا کوئی مقصد نہیں ہو) کو ترک کر دے" (4)

کسی قوم کے سیاسی حالات کی طرح تہذیبی اثرات سے بھی نئے رسوم ورواج پیدا ہوتے ہیں اور یہ اثرات اہم تبدیلیوں کا سبب بنتے ہیں حاکم قوم محکوم قوم پر اور اعلیٰ تہذیب ادنیٰ تہذیب پر غالب آ جاتی ہے اور اعلیٰ تہذیب والی قوم کے رسوم ورواج کی تقلید ہونے لگتی ہے اگر ہم برصغیر پاک وہند کی مثال لیں اگرچہ اس ملک کو ایک ملک تصور کیا جاتا رہا لیکن اس کی تاریخ میں ایسے دور کم ہی آئے جب یہ درحقیت ایک ملک کہلانے کا مستحق ہو ورنہ مختلف زمانوں میں یہ سرزمین بے شمار سلطنتوں اور جداگانہ تہذیبوں میں منقسم رہی۔ مشہور مصنف شاہد حسین اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ " ہندوستان ہمیشہ مہم جُو اور حوصلہ مند فاتحوں کی جولان گاہ بنا رہا، جن کا تعلق مختلف نسلوں اور قوموں سے تھا اور ان کی آمد نے اس ملک کی تہذیب و معاشرت پر بہت وسیع اور گہرے اثرات ڈالے۔ منگول، آریا، مسلمان، تاتاری اور افغان کے یہاں آنے سے رسم ورواج میں اختلاف پیدا ہوا لہٰذا موجودہ رسوم ورواج میں ترمیم اور اصلاح کی اشد ضرورت ہے"۔ (5)

اسلامی ثقافت کا آغاز نظریہ توحید سے ہوتا ہے۔ قرآن کی بنیادی تعلیم توحید ہے سب انسان ایک آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں جب سب انسانوں کا مالک ایک ہے تو پھر انسانوں کے درمیان رنگ، نسل، قومیت یا زبان کی بنا پر امتیاز کیسا؟

انسانوں کی مساوات کے بعد اسلامی ثقافت جس چیز پر زور دیتی ہے وہ جنسی پاکیزگی ہے۔ اسلام ضبط نفس، عصمت اور جنسی طہارت کو انسان

کی اخلاقی وروحانی ترقی کے لئے لازمی قرار دیتا ہے۔ اس کے ساتھ اسلامی ثقافت عدل وانصاف پر بھی زور دیتا ہے۔ سید عبد الطیف اسلامی ثقافت کی بنیادوں کو پانچ اجزاء میں تقسیم کرتے ہیں۔

(1): Believe and Work Righteous Action

(2): The goal of social organization

(3): Human Rights

(4): Rights of Women

(5): Governance

(6): Islamic Economy (production, Business Morality, Distribution of Wealth) (6)

مروجہ غیر اسلامی تہواروں اور رسومات کے معاشرے پر منفی اثرات

ہماری تہواروں کے کافی فوائد ہیں لیکن آج کل ہمارے معاشرے میں اسلام کے نام پر کئی ایک غیر شرعی تہواروں کو رواج دیا گیا ہے جس کی معاشرے پر منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں یہاں پر اُن منفی اثرات کا ایک اجمالی ذکر کیا جاتا ہے۔

اللہ اور رسول ﷺ کی نافرمانی:۔ معاشرے پر مروجہ رسومات اور تہواروں کا سب سے برا اثر یہ ہو رہا ہے کہ آج ہم مسلمان ہونے کے باوجود اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی پر اتر آئے ہیں کیونکہ اللہ اور اس کے رسول نے ہمیں بے شمار مقامات پر یہود و نصاریٰ اور ہنود کی مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے بلکہ یہ بھی بتا دیا ہے کہ یہ لوگ کبھی بھی مسلمانوں کے دوست نہیں ہو

سکتے مگر اس کے باوجود آج ان کو دوست بنایا گیا ہے جبکہ ان کے تہواروں اور رسومات کو ترقی، کامیابی اور روشن خیالی کا نام دیا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرمادیا ہے۔ ارشاد ہے:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا (7)

"اور (دیکھو) کسی مومن مرد و عورت کو اللہ اور اس کے رسولؐ کے فیصلے کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا، (یاد رکھو) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی جو بھی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہی میں پڑے گا"۔

اس آیت مبارکہ سے واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی انسان کو گمراہی کے اندھیروں میں پھینک دیتی ہے چنانچہ آج اگر دیکھا جائے تو زوال کا سبب بھی یہ ہے کہ ہم اللہ اور رسولؐ کے احکام کی نافرمانی میں حد سے آگے بڑھ گئے ہیں۔ لہٰذا اگر اس گمراہی سے نکلنا ہے تو اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق یہود و نصاریٰ اور ہنود کی مخالفت کرنا ہوگی اور اسلام کو سمجھنا ہوگا۔

دینی فرائض کی ادائیگی میں رکاوٹ

معاشرے پر مروجہ رسومات اور تہواروں کا سب سے برا اثر یہ مرتب ہوا ہے کہ لوگ ان رسومات کے اس قدر پابند ہوتے ہیں کہ فرض و واجب کے قضاء ہونے کا غم بھی نہیں ہوتا لیکن اگر ان رسوم میں ذرا برابر بھی کمی ہو جائے تو یہ بات ان کی عزت کے خلاف ہوتی ہے اور دینی فرائض کی ادائیگی میں کمی ہو جانے سے انہیں آخرت کا خوف نہیں ہوتا۔ جیسے کہ عید میلاد النبیؐ ہو یا رسم قل یا عرس مبارک ان میں لوگ ثواب کی خاطر سارا دن گزار دیتے ہیں مگر نماز جو کہ دینی فریضہ ہے، کو بھول جاتے ہیں۔ (8)

اخلاقی پستی

افراد کے عمدہ اخلاق و کردار کسی بھی معاشرے کی ترقی اور عروج میں اہم کردار ادا کرتے ہیں لیکن اگر اس معاشرے میں ایسی رسومات اور تہوار شامل ہو جائیں جو افراد کے اخلاق پر برے اثرات مرتب کریں تو وہ معاشرہ اخلاقی پستی کا شکار ہو جاتا ہے لہٰذا آج ہمارے معاشرے میں بھی مروجہ رسومات کی وجہ سے افراد اخلاقی پستی کا شکار ہو چکے ہیں اور اسی وجہ سے آج برائی اور بے حیائی کو برا نہیں سمجھا جاتا۔ بلکہ اگر کوئی گانا گاتا ہے یا بے ہودہ کپڑے بھی پہنتا ہے تو روشن خیال کہلاتا ہے۔ ویلنٹائن ڈے ہو، بسنت ہو، نیو ائیر نائٹ ہو یا رسم عرس وغیرہ ان میں جس طرح مرد و عورت اکٹھے ہوتے ہیں اور جس طرح ان کے وجود آپس میں ٹکراتے ہیں اس کو دیکھ کر انسان سوچتا ہے کہ کیا اسلام اس بے حیائی کا درس دیتا ہے۔ لیکن آج ٹی وی ڈراموں، میوزک اور فلموں کے ذریعے بے حیائی کو فروغ دیا جارہا ہے بلکہ اس کے جدید ترین طریقے بھی سکھائے جاتے ہیں۔ (9) ویلنٹائن ڈے کی اسی بے حیائی کی وجہ سے آج یہود اور ہندو میں بھی اس کی مخالفت دیکھنے میں آرہی ہے۔ ویلنٹائن ڈے کے مخالفین دوسرے ملکوں کی طرح انڈیا میں بھی ظاہر ہو رہے ہیں۔ ایک رسالے کے مطابق ''ویلنٹائن ڈے کے مخالفین نے بمبئی اور دیگر شہروں میں 'انڈین کلچر کو بچاؤ' کے نعروں کے ساتھ کارڈ بیچنے والی دوکانوں پر چھاپے مار کر ویلنٹائن ڈے کے کارڈز کو آگ لگادی کیونکہ ان کے مطابق یہ تہوار نوجوانوں میں جنسی آوارگی پیدا کرتا ہے'' (10)

وہاں کی شیوسینا پارٹی کے لیڈر بال کالیسکر نے کہا:

ویلنٹائن ڈے انڈین سوسائٹی کے اخلاق اور کلچر کے خلاف ہے۔" ۔(11) "

شیوسنا کے دوسرے سیاسی لیڈر اشور سنگ چوہدری نے کہا:

"ویلنٹائن ڈے ایک فیشن بن گیا ہے۔ یہ ہمارے نوجوانوں کے کردار کو خراب (Spoil) کر رہا ہے" (12)

اسی طرح اخلاقی پستی کی وجہ سے بسنت اور نیو ائیر نائٹ پر بھی ایسی ہی بے حیائی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے اور سرکاری سطح پر ایسی تقریبات کا اہتمام کیا جاتا ہے جو بے حیائی کا منہ بولتا ثبوت ہوتی ہیں۔ جیسے کہ ایک جریدے "الاخوہ" میں شائع ہوا کہ "اس سال بسنت کی آمد سے تقریباً بیس روز قبل ہی شہر میں بسنت کے استقبال کی تیاریاں شروع ہو چکی تھیں۔ لاہور کے ایک بیوروکریٹ بے حیائی کے اس سلسلے کو مکمل پلان کر رہے تھے۔ ہر طرف بسنت بسنت ہو رہی تھی۔ ٹیلی ویژن دو سے تین دن مسلسل اس بے حیائی کو اور اس سلسلے میں ہونے والے پروگرام کو نشر کر رہا تھا۔

پاکستانی خواتین و مرد ہندووانہ رنگ کے لباس زیب تن کئے غیر ملکی مہمانوں کے ہمراہ چھتوں پر رقصاں اور شراب میں غلطاں پتنگیں اڑا رہے تھے اس روز لاہور شہر میں شراب کے نرخ کئی گنا بڑھ گئے اور شراب کم یاب ہو گئی، طوائفیں بک کر کے گھریلو خواتین کے ساتھ کوٹھوں پر کھڑی کر دی گئیں، اس روز ہندو جیت گئے مسلمان ہار گئے اور بے حیائی اپنی فتح پر مسکرا رہی تھی"۔(13)

ایک اور اخبار میں شائع ہوا۔ "پوش علاقوں میں منچلوں نے شراب و شباب کی محفلیں منعقد کیں جہاں لڑکے لڑکیاں گانوں پر رقص کرتے رہے"۔(14)

اسی طرح ماہنامہ "الدعوۃ" میں لکھا گیا کہ "نیو ائیر نائٹ کے موقع پر امیروں، وزیروں کی بگڑی اولاد نے آٹھ کروڑ کی شراب ایک رات میں پی لی اور رات بھر برہنہ جسم بانہوں میں بانہیں ڈال کر ناچتے رہے" (15)

لہٰذا ان جرائد میں شائع ہونے والی ان خبروں سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ان تہواروں کی وجہ سے ہمارا معاشرہ اس حد تک اخلاقی پستی کا شکار ہو چکا ہے کہ جہاں شراب نوشی، بے ہودہ رقص اور مرد و عورت کا آزادانہ ملاپ بھی برا نظر آنے کی بجائے روشن خیالی تصور کیا جاتا ہے۔ ہماری اس اخلاقی پستی کی وجہ شرم وحیاء کا فقدان ہے کیونکہ جب انسان میں حیاء ختم ہو جاتی ہے تو پھر اسکو کچھ برا نظر نہیں آتا لہٰذا پھر ایسے شخص سے کسی بھی قسم کی نیکی، بھلائی اور خیر کی توقع کیسے کی جا سکتی ہے۔

معاشی تباہی

معاشرے پر مروجہ رسومات کا ایک اور برا اثر یہ مرتب ہوا ہے کہ آج ہزاروں خاندان ان رسوم کی بدولت معاشی بدحالی کا شکار ہو چکے ہیں۔ اس بدحالی کی وجہ غیر شرعی رسوم میں جکڑا ہونا ہے کہ جن کو ادا کرنے کی غرض سے لوگ ہزاروں روپیہ خرچ کرتے ہیں اور پھر بالآخر نوبت معاشی بدحالی تک پہنچ جاتی ہے۔(16)

ان مروجہ رسوم کی وجہ سے نہ صرف لوگ بلکہ ملکی معیشت بھی بدحالی کا شکار ہو جاتی ہے کیونکہ حکومت کی طرف سے ان رسومات اور تہواروں پر اس قدر پیسہ خرچ کیا جاتا ہے کہ ملکی خزانہ پر بہت بھاری اثر پڑتا ہے۔ حکومت کی تو ذمہ داری ہونی چاہیے کہ وہ ان پر پیسہ خرچ کرنے کی بجائے قرضوں کی ادائیگی پر خرچ کرے تاکہ ملکی معیشت کے ساتھ معاشرہ بھی بدحالی سے باہر آسکے

اوران لوگوں کی بھی مدد کی جاسکے جو غربت وافلاس بے روزگاری اور مہنگائی سے تنگ آکر نہ صرف اپنے بچوں کو قتل کر دیتے ہیں بلکہ اپنی زندگی کا بھی گلا گھونٹ دیتے ہیں۔(17)

خود غرضی اور بے حسی

معاشرے میں مروجہ رسومات کا ایک براثر یہ بھی مرتب ہوا ہے کہ لوگ ان رسومات اور تہواروں میں مگن ہو کر اس قدر خود غرض اور بے حس ہو چکے ہیں کہ انہیں دوسروں کے دکھ درد کا احساس بھی نہیں رہا کہ ان کے ارد گرد رہنے والے کس حال میں ہیں اور معاشرے میں کیا ہو رہا ہے اور ہماری بے حسی کا عالم تو یہ ہے کہ ان رسومات پر تو پیسہ پانی کی طرح بہاتے ہیں مگر یہ نہیں سوچتے کہ اس پیسے سے اگر کسی یتیم، بیوہ، معذور اور بے روزگار کی مدد کی جاتی تو نہ صرف یہ کہ آخرت میں اس کا اجر ملتا بلکہ دنیا میں بھی کامیابی حاصل ہوتی۔ (18) اس کی بہت بڑی مثل یہ ہے کہ جس سال 19 فروری کو سمجھوتہ ایکسپریس کا افسوس ناک واقعہ رو پذیر ہوا جس میں ستر سے زائد پاکستانی جان بحق ہوئے اور سینکڑوں گھروں میں صف ماتم بچھ گئی اور یہ خیال کیا جارہا تھا کہ شاید اجتماعی غم کی اس گھڑی میں جشن بہاراں کو منسوخ کر دیا جائے لیکن حکومت کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی اور لاہور کو دلہن کی طرح سجایا گیا"۔(19)

اسی طرح کی بے حسی کی ایک خبر روزنامہ نوائے وقت میں تھی کہ ۲۸ فروری ۱۹۹۸ کو فیصل آباد میں جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب دو دھماکے ہوئے جس میں پانچ افراد ہلاک اور ۳۷ زخمی ہوئے۔ سوئی قسمت کہ اس روز فیصل آباد میں بسنت نائٹ منائی جارہی تھی اور کسی کو زخمیوں کی مدد کرنے کی فرصت نہ تھی جب کہ موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا زخمیوں کی جان بچانے کے لیے خون کی اشد ضرورت تھی مگر خون دینے کے لیے کوئی شہری دستیاب نہ تھا۔ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ مساجد کے لاؤڈ اسپیکروں پر خون کے عطیات کی اپیلیں کی گئیں لیکن یہ اپیلیں بسنت نائٹ کے شور شرابے میں ڈوب گئیں اور لوگوں کو پتہ نہ چل سکا کہ کیا حادثہ پیش آیا ہے۔(20)

یہ واقعات ہماری بے حسی کا منہ بولتا ثبوت ہیں کہ آج ہم کس طرح ان تہواروں اور رسومات کے شور و غل میں کھو کر دوسروں سے لاتعلق ہو چکے ہیں کہ ان کے دکھ درد دکھائی نہیں دیتے اور نہ ہی آہ و فغاں سنائی دیتی ہے۔

غیر مسلم معیشت کو طاقت دینا

مروجہ رسومات کی بدولت آج ہم اپنی ملکی معیشت کو تو دوسرے ممالک سے شراب اور ڈور وغیرہ خرید کر کمزور کر رہے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہم دوسرے ممالک کی معیشت کو مضبوط کر رہے ہیں۔ جیسے کہ بسنت کے موقع پر ڈوروں اور پتنگوں پر جو اربوں روپیہ خرچ آتا ہے اس سے ملکی معیشت دن بہ دن گرتی جارہی ہے۔ نذیر احمد چوہدری اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ پتنگ بازی کے لیے زیادہ تر ڈور سمگل ہو کر باہر سے آتی ہے۔ بھارتی دھاگے سے تیار کی گئی ڈور پسند کی جاتی ہے۔ ان ڈوروں کو نہ صرف پسند کیا جاتا ہے بلکہ پتنگ بازی کے شائقین نہایت دھوم دھام سے انہیں استعمال کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔(21)

ان ڈوروں کے علاوہ پتنگ بنانے والا بانس بھی انڈیا سے آتا ہے۔ کیا ہم ایسے لوگوں کی معیشت کو مضبوط کر رہے ہیں جو مسلمانوں پر ظلم ڈھاتے ہیں جب کہ چاہیے تو یہ تھا کہ ان اشیاء کا بائیکاٹ کیا جاتا لیکن بد قسمتی سے ایسا ہونا ممکن نظر نہیں آتا۔ (22)

جان ومال اور عزت کا غیر محفوظ ہونا

مروجہ رسومات اور تہواروں کی وجہ سے آج لوگوں کی جان ومال اور عزت غیر محفوظ ہو چکی ہیں۔ کیونکہ ویلنٹائن ڈے ہو یا نیو ائیر نائٹ یا بسنت ہو ان میں جس طرح کی بے حیائی اور بے غیرتی کا مظاہرہ ہوتا ہے اس سے کسی کی عزت کیسے بچ سکتی ہے۔ ان غیر اسلامی رسوم وتہواروں میں ایسے واقعات رونما ہو رہے ہوتے ہیں کہ جن میں کئی لوگوں کی جانیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ لیکن افسوس! باوجود اس کے ان تہواروں کی سرپرستی کی جارہی ہے جس کی وجہ سے بہت سے افراد اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں اور درجنوں لوگ زخمی ہوتے ہیں۔ (23)

رسول ﷺ سے محبت میں کمی

مروجہ تہواروں کی وجہ سے آج ہم میں عشق رسولؐ کی کمی واقع ہو چکی ہے آج ہم ان غیر اسلامی تہواروں میں اتنے گُم ہوئے ہیں کہ آج ہم غازی علم الدین شہید جیسے عاشق رسولؐ کہ جس نے گستاخ رسولؐ کو قتل کیا تھا کی یاد منانے کی بجائے حقیقت رائے جیسے گستاخ رسولؐ کی یاد منا رہے ہیں۔ (24)

حالانکہ رسول ﷺ نے فرمایا تھا کہ "تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کو میری محبت اپنے باپ اور اپنی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ نہ ہو" (25)

اس حدیث میں وضاحت کر دی گئی ہے کہ مومن وہی ہوتا ہے کہ جسے اپنے والدین، اولاد اور دوسرے رشتہ داروں سے زیادہ رسولؐ سے محبت ہو۔ مگر افسوس کہ آج گستاخ رسول کی یاد بڑے دھوم دھام سے منائی جاتی ہے۔

پڑوسیوں کے حقوق کی پامالی

معاشرے میں مروجہ رسومات اور تہواروں کی وجہ سے پڑوسیوں کے حقوق کی سخت خلاف ورزی کی جاتی ہے۔ خصوصاً ایسے مشاغل اختیار کیے جاتے ہیں کہ ان کی نہ تو انسانیت اجازت دیتی ہے اور نہ ہی اسلام اس کی اجازت دیتا ہے مثلاً چھتوں کی منڈیروں پر چڑھ کر پتنگبازی کے بہانے پڑوسیوں کی پرائیویسی کا حق پامال کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ایسا میوزک لگایا جاتا ہے اور شور وغل کیا جاتا ہے کہ اس سے پڑوسیوں کے سکون میں خلل پڑتا ہے۔ (26)

جبکہ آپؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ "مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے"۔ (27)

آپؐ نے ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا ہے" جو کہ ہمسایوں کو تکلیف پہنچاتے ہیں۔ "قسم اللہ کی وہ شخص ایمان دار نہیں جس کا ہمسایہ اس کی ایذاؤں سے محفوظ نہ ہو"۔ (28)

اصل مقصد سے دوری

اللہ تعالی نے کائنات کی ہر چیز کو ایک مقصد کے تحت بنایا ہے مثلاً سورج، چاند ستارے، ہوا، بادل ان سب کا مقصد انسان کی خدمت بجالانا ہے۔ غرض کوئی بھی شے بے مقصد پیدا نہیں کی گئ تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالی نے انسان کو جو کہ اشرف المخلوقات کہلاتا ہے صرف عیش و عشرت کے لیے دنیا میں بھیجا ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے انسان کے مقصد زندگی کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

اول یہ کہ وہ اللہ تعالی کی عبادت و بندگی بجالائے۔ انسان کے اس مقصد کو قرآن میں یوں بیان کیا گیا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (29)

"اور ہم نے جن وانس کو صرف اس لیے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں"۔

دوسرا یہ ہے کہ وہ مخلوق خدا کی خدمت بجالائے یعنی غریبوں، محتاجوں اور بے کسوں کی مدد کرے، مسافروں پر احسان کرے، والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے غرضیکہ حقوق العباد کو پورا کرنا بھی انسان کے مقصد حیات میں شامل ہے۔

جیسے کہ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے: وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا(30)

"ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کرو، رشتہ داروں اور مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ اور قریبی پڑوسی اور دور کے پڑوسی کے ساتھ اور ایک مجلس میں اکٹھے رہنے والے کے ساتھ اور مسافر کے ساتھ اور لونڈی غلام کے ساتھ بھی احسان کرو"۔

تیسرا یہ ہے کہ وہ (مومن) دین کو پھیلائے، لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے، برائی سے روکے اور معاشرے میں موجود بے حیائی، فحاشی اور ظلم کے خلاف اپنی زبان و ہاتھ سے جہاد کرے۔ جیسے کہ ارشاد نبویؐ ہے

"تم میں سے جو شخص برائی کو دیکھے وہ اسے اپنے ہاتھ سے روکے اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے (منع کرے) اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل سے (برا جانے) یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے"۔(31)

یہ وہ تمام مقاصد حیات ہیں جو انسان کو دے کر اس دنیا میں بھیجا گیا ہے۔ مگر آج ان مقاصد حیات کو بھول کر ہم مسلمان مروجہ رسومات اور تہواروں میں اس قدر کھو چکے ہیں کہ نہ تو عبادات الہی بجالا رہے ہیں (بلکہ ان تہواروں میں اپنا وقت بھی ضائع کر رہے ہیں) اور پھر نا ہی ہمیں دوسروں کے دکھ درد کا احساس ہوتا ہے اور نہ ہی ان کی مدد کرتے ہیں بلکہ اپنی خوشی اور پسند کو مد نظر رکھتے ہیں۔ اگر کوئی بھلائی کے راستے پر چلتا ہے تو اس پر تنگ نظری کا ٹھپہ لگا دیا جاتا ہے۔

حوالاجات

1: اسلامی انسائیکلوپیڈیا سید قاسم محمود (ثقافت)، ص ۶۲۸، ایضاً، الفیصل ناشران وتاجران کتب اردو بازار لاہور ۱۹۷۸

2: سہ ماہی المباحث الاسلامیہ، ۱۶جون تا ۱۵ ستمبر ۲۰۰۳ء: ص: ۱۰۳

3: احمد حجر عسقلانی، فتح الباری، ج: ۳، ص: ۴۴۴، دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۹۸۹م

4: سنن ابن ماجہ، السنن لاامام الحاظ ابی عبداللہ محمد بن یزید الربعی ابن ماجہ القزوینیؒ، کتاب الفتن، باب کف اللسان فی الفتنۃ، ح: ۳۹۷۶، دارالسلام الریاض، ۱۹۹۹م

5: پاکستانی مسلمانوں کے رسوم و رواج۔ شاہد حسین رزاقی، ص، ۲۶، ۳۰، ادارہ ثقافت اسلامیہ کلب روڈ لاہور پاکستان، طبع اول، ۱۹۶۵

Bases of Islamic culture , Syed Abdul latif (Institute of Indo-middle East cultural:6 studies HYDERABAD)published ,Institute of Indo-middle East cultural studies YDERABAD INDIA,P ,1 , 224, KRISHNAVAS INTERNATIONAL , RINTERS bank street , sultan Bazar, hyderabad-Dn ,Founder: R.V.Pillai ,December 1959

7: سورہ الاحزاب: ۳۶

8: حضرت مولانا اشرف علی تھانوی، اصلاح الرسوم، ص: ۵،

9: تفضیل احمد ضیغم ایم اے، غیر مسلم تہوار، ص: ۳۵

10: ماہنامہ تعمیر افکار (کراچی)، فروری ۲۰۰۷ء، ص: ۳۳، ۳۴

11: روزنامہ جنگ راولپنڈی، ۱۳فروری ۲۰۰۲ء

12: ماہنامہ تعمیر افکار (کراچی)، فروری ۲۰۰۷ء، ص: ۳۴

13: ماہنامہ الاخوہ (لاہور)، مارچ ۲۰۰۱ء

14: روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی اسلام آباد، ۱۸فروری ۲۰۰۲ء

15: ماہنامہ مجلۃ الدعوۃ لاہور پاکستان، فروری ۲۰۰۳ء، ص: ۴

16: مجلّہ البدر ۱۹۹۹ء، ص: ۱۱۷۲۔

17: علمی و تحقیقی مجلّہ فقہ اسلامی (کراچی)، جنوری ۲۰۰۷ء، ص: ۶۵

18: روزنامہ نوائے وقت روالپنڈی اسلام آباد، ۱۳فروری، ۲۰۰۷ء، بسنت کیوں منائی جائے۔

19: ہفت روزہ القلم (پشاور)، ۲ تا ۸ مارچ، ۲۰۰۷ء، جشن بہاراں یا رقص ابلیس:

20: روزنامہ نوائے وقت، لاہور، ۲۸فروری ۲۰۰۷ء، سرِ راہ

21: علمی و تحقیقی مجلّہ فقہ اسلامی (کراچی)، جنوری ۲۰۰۷ء، ص: ۷۲

22: علمی و تحقیقی مجلّہ فقہ اسلامی (کراچی)، جنوری ۲۰۰۷ء، ص: ۸۰

23: ہفت روزہ القلم، ۲تا۸ مارچ ۲۰۰۷ء، روشن خیالی

24: علمی و تحقیقی مجلّہ فقہ اسلامی (کراچی)، جنوری ۲۰۰۲ء، ص: ۷۸

25: صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب حب الرسولؐ من الایمان دارالسلام للنشر والتوزیع، ذوالحجہ ۱۴۱۹ھ، ۱۹۹۹م۔

26: علمی و تحقیقی مجلّہ فقہ اسلامی، جنوری ۲۰۰۷ء، ص: ۷۰۔۶۷

27: صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب المسلم بن سلم المسلمون کن لسانہ ویدہ، ح: ۱۰

28: صحیح بخاری، کتاب الادب، باب اثم من لا یامن جارہ بائقہ، ح: 6016

29: سورہ الذاریات: ۵۶

30: سورہ النساء: ۳۶

31: صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب کون النھی عن المنکر من الاایمان، ح: ۴۹

مزید مطالعہ کے لئے۔ تمدن برہنگی اور برہنگی تمدن، ڈاکٹر غلام علی، مترجم ڈاکٹر یونس، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد پاکستان، ۲۰۰۸

32: اسلامی تہذیب، محمد مارماڈیوک پکھتیال کی تقاریر کا مجموعہ، فیروز سنز، پرنٹرز، پبلشرز لاہور ت ن

33: اسلام کا تمدنی و سیاسی نظام (موجودہ یورپ کے مقابلے میں) پروفیسر نگہت شاہ جہان، کتاب منزل کشمیری بازار لاہور، طبع اول ۱۹۴۹ء

34: اساس تہذیب، ڈاکٹر سید عبدالطیف، دی انسٹیٹیوٹ اف انڈومڈل ایسٹ کلچرل اسٹڈیز حیدرآباد دکن، طبع اول، ۱۹۵۷

35: اسلام اور غیر اسلامی تہذیب، تالیف شیخ اسلام ابن تیمیہؒ، مقدمہ ابوالحسن ندوی مجلس نشریات اسلام ا۔کے۔۳۔ ناظم آباد کراچی نمبر ۱۸، ۱۹۷۸ء

36: اسلامی ثقافت، شبیر احمد خان غوری، خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ ۱۹۹۸ء

37: رسوم ہند، لال آشوب دہلوی، مجلس ترقی ادب، ۲ نرسنگ روڈ داس گارڈن کلب روڈ لاہور، ۱۹۶۱ء

38: اسلامی تہذیب اور اس کے اصول و مبادی، ابوالاعلیٰ مودودی، اسلامک پبلیکیشنز لمٹڈ کراچی، طبع اول ۱۹۵۵م